آدم خور شیر

ڈاکٹر محمد علقمہ سلفی
پوسٹ کھرما، کیوٹی، دربھنگہ (بہار)

ایک وہ زمانہ تھا جب راج نگر کا راجہ لکشمیشور سنگھ تھا۔ وہ بڑا رحم دل، مہربان اور بہادر تھا۔ اُس کو جانور پالنے کا بہت شوق تھا۔ اُس نے باگھ بھی پال رکھا تھا، جس کو کھلانے پلانے اور گھر کو صاف کرنے کی ذمہ داری رامو پر تھی۔ وہ سویرے اُٹھ کر گھر کی صفائی کر کے باگھ کو گوشت دیا کرتا۔ ایک روز گھر کا گیٹ کھلا رہ گیا۔ باگھ نے رامو کو دبوچ لیا۔ مہاراجہ کو خبر ملتے ہی وہ گن لے کر آئے۔ باگھ کو ڈرایا دھمکایا، لیکن اُس نے رامو کو نہیں چھوڑا بلکہ چیڑ پھاڑ کر کھانے لگا۔ مہاراجہ نے گولی ماردی۔ آج بھی وہاں بس اسٹینڈ باگھ گھر سے مشہور ہے۔

شیر کا شکار اُس کی ہابی تھی۔ جب خطرناک شیر کی دہاڑ سن کر شکاریوں کا پتہ پانی ہونے لگتا، وہیں شیر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر شکار کرنے میں اُس کو بڑا مزہ ملتا۔ اُس کو اپنی جان کی کوئی پروا نہ تھی۔ ایک روز دربار لگا ہوا تھا۔ شنکر نامی ڈاکو نے علاقہ میں تباہی مچا رکھی تھی۔ اُس کی گرفتاری کے بارے میں بات شروع ہی ہوئی تھی کہ عورتوں اور مردوں کے رونے اور فریاد کرنے کی آواز سنائی دی۔ سپاہی اُن لوگوں کو دربار میں گھسنے سے روک رہے تھے کہ مہاراجہ کی گرجدار آواز سنائی پڑی فریادیوں کو آنے دیا جائے۔ ایک عورت نے روتے ہوئے کہا میری بہن کھیت میں اور لوگوں کے ساتھ کام کر رہی تھی کہ ایک شیر دہاڑتا ہوا آیا اور میری بہن کو گھسیٹ کر جنگل کی طرف لے گیا۔ باقی لوگ جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک بچہ بھی پچھاڑیں کھا رہا تھا کہ میری ماں کو لادو۔

راجہ اُس بچہ کی درد بھری آواز سن کر بے چین ہو گیا۔ سپاہیوں کو کہا کہ میرا گھوڑا تیار کریں اور سپہ سالار انور کو بھی ساتھ لے لیا۔ گاؤں کے ایک مرد کو بھی سپاہی نے گھوڑے پر بٹھا لیا تا کہ اُس جگہ کے بارے میں بتا سکے۔ جنگل میں شیر کو بہت تلاش کیا، لیکن کہیں بھی اُس کا سراغ نہ مل سکا۔ شام کا دھندلکا پھیلنے لگا۔ راستہ بھول بھلیاں سے کم نہ تھا۔

انور نے کہا مہاراج جنگل سے نکلنا آسان نہیں ہے۔ رات جنگل میں گزارنی ہوگی۔ گھوڑوں کو محفوظ جگہ پر پیڑ سے باندھ دیا لیا تھا اور اونچی جگہ تلاش کرنے پر ایک ٹیلہ نظر آیا، جہاں لمبی لمبی گھاس اُگی تھی۔ روشنی نہ ہونے کی وجہ سے کسی طرح سونے کا انتظام کیا۔ رات کافی گزر گئی تھی کہ کسی کے آپس میں بات کرنے کی آواز سنائی دی، لیکن دوری کی وجہ سے سمجھ میں نہ آئی۔

صبح ہونے پر ایک ویران قلعہ نظر آیا، جہاں جھاڑ جھنکار اُگا ہوا تھا، ایک طرف بڑا ہال تھا، اُس سے ملے ہوئے کئی کمرے تھے۔ دروازہ کھولنے پر آنکھیں چکا چوندھ ہوگئیں۔ ہیرے جواہرات اور زیورات کا ڈھیر تھا جس کو ڈاکوؤں نے لوٹ کر اکٹھا کیا تھا۔

راج نگر آنے پر سپہ سالار سے کہا کہ ایک بڑی فوج لے کر چلنا ہوگا۔ شام کے وقت کسی گاؤں میں رُک کر صبح کے وقت اچانک حملہ کرنا ہوگا۔ سپہ سالار نے ویسا ہی کیا۔

جنگل کو چاروں طرف سے گھیرنے کے بعد گھیرا تنگ کیا جانے لگا اور اس طرح ساری فوج نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ کسی ڈاکو کو بھاگنے کا موقع نہ مل سکا۔ فوجیوں نے تمام ڈاکوؤں کو گرفتار کرلیا۔ اُسی میں شنکر ڈاکوؤں کا سردار بھی تھا۔

فوجی ڈاکوؤں کو لے کر راج نگر لوٹ رہے تھے۔ گاؤں کے لوگوں نے راستہ گھیر رکھا تھا۔ مہاراجہ کا گھوڑا وہاں پہنچا تو لوگوں نے فریاد کی مالک ہم لوگ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گاڑی پر غلّہ لاد کر بازار جارہے تھے۔ راستہ ڈھلوان تھا۔ کئی بیل گاڑیاں تھیں۔ سب سے پچھلی گاڑی کے بیل پر شیر نے حملہ کردیا۔ ہم لوگ تو کسی طرح جان بچا کر بھاگ آئے۔ حضور آپ مائی باپ ہیں ہماری مدد کیجیے۔

گاڑی بان جنگل کی طرف بھاگا، پاؤں ایک پتھر سے ٹکرایا وہ گر پڑا پھر جان بچانے کی خاطر وہ اُٹھ بیٹھا اور ایک پیڑ پر چڑھ گیا۔ پاؤں سے خون ٹپک رہا تھا، شیر بیل کو چھوڑ کر ٹپکتے ہوئے خون کو پینے لگا۔ راجہ نے سپاہیوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا اور گن کا نشانہ شیر کے سینہ کی طرف کرکے لبلبی

دبا دی۔ گولی شیر کے سینہ میں لگی پھر بھی وہ کئی فٹ تک اُچھلا دوسری گولی سر میں لگی اور وہ وہیں پر ڈھیر ہوگیا۔

سپاہیوں نے شیر کو گھسیٹ کر جنگل سے باہر کیا اور بیل گاڑی پر لاد کر راج نگر لے آئے۔ مہاراجہ نے منادی کروائی کہ آدم خور شیر مارا گیا ہے۔ گاؤں والوں کو اب ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ شیر کو دیکھنے پورا گاؤں اُمنڈ پڑا مہاراجہ کی جے جے سے قلعہ گونجنے لگا۔

اتنے بڑے بہادر راجہ کو بھائی کے لڑکوں نے زہر دے کر مار دیا۔

OO